جلد ۲۶ مورخہ ۲۴ صفر ۱۳۵۷ھ یوم سہ شنبہ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء نمبر ۹۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۴ اپریل۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ساڑھے آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ کل چند اصحاب کو حضور نے دوپہر کے کھانے پر مدعو فرما کر اپنے ساتھ کھانا کھانے کا شرف بخشا۔

نظارت دعوت و تبلیغ نے مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اور مہاشہ محمد عمر صاحب کو جھنگ برائے مناظرہ آریہ سماج۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب کو انجمن احمدیہ بھاگلپور کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے لئے بھیجا۔

آج جناب حکیم مولوی قطب الدین صاحب نے اپنے بیٹے چودھری محمد یوسف صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل بٹالہ کی دعوت ولیمہ میں بہت سے احباب کو مدعو کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ اور آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بھی شمولیت فرمائی۔

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران روزانہ اپنے اپنے محلہ کی سڑکوں۔ اور راستوں کو ہموار کرنے کے لئے مٹی ڈالتے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے

"بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ جب دوزخی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرمائے گا کہ تمہارا یہ گناہ ہے۔ کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ خطاکاروں کو معاف کر دے گا۔ اور نیکوکاروں کو عذاب دے گا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ اس لئے کہ اس کی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے۔ اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اس نے مقرر فرمائے ہیں۔ بالکل ضائع کر دیتا۔ اور بے سود ٹھہراتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے۔ اس کو معمولی مرض نہ سمجھو۔ بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم۔ اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو۔ اور صدق کے کمالات کو حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ آپ میں کیا کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے۔ جو اس کے دل کے اندر ہے۔ اور حقیقت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکھایا ہے۔ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے۔ کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہے۔ مجاہدہ کرے۔ اور پھر جہاں تک ہو سکے۔ دعا کرے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا۔ اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا۔ وہ کمالات حاصل نہیں ہو سکتے"۔ . . . . "حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم یعنے تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہیں بناتے۔ بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون مالا تفعلون مومن کو دو رنگی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو۔ اور ان میں مطابقت دکھاؤ۔ جو صحابہ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا۔ تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو"۔ (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء)

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی وفات پر

آنریبل ڈاکٹر سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا اظہار رنج و افسوس

قادیان ۲۴ اپریل۔ آج آنریبل ڈاکٹر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جو چند روز سے یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ نمائندہ "الفضل" سے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی وفات کے ذکر پر دلی رنج اور صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

مجھے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کا شاگرد ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس لئے میں نے ان کی وفات کا بہت زیادہ صدمہ محسوس کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی وفات کی وجہ سے اسلامی دنیا میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا بظاہر حالات پُر ہونا مشکل ہے۔ فلسفہ، علم ادب اور عام اسلامی علوم کے میدان میں انہوں نے ایسی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ کہ مسلمان ان کی جتنی بھی قدر کریں کم ہے۔ اس وقت ممکن ہے مسلمان خود بھی پوری طرح یہ اندازہ لگانے سے قاصر رہیں کہ ڈاکٹر اقبال کی کیا حیثیت ہے۔ لیکن وہ وقت آئے گا جب ان کی خدمات کی قدر کی جائے گی۔ اور ان کی شخصیت کو خراج تحسین ادا کیا جائے گا۔

اسی سلسلہ میں آپ نے اپنے ایک رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ڈاکٹر صاحب کی وفات سے دو روز قبل میں نے خواب میں ایک ایسا نظارہ دیکھا جس میں ڈاکٹر صاحب کی وفات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا تھا۔ میں نے دیکھا ایک پہاڑ کو بہت بڑا شگاف پڑ گیا ہے۔ جسے دیکھ کر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ تو عنقریب گرنے والا ہے اور پھر وہ گر گیا ہے۔

اپنا یہ خواب بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی قابل تعریف اور غیر معمولی علمی خدمات کے لحاظ سے اسلامی دنیا میں ڈاکٹر صاحب کی حیثیت ایک پہاڑ کی سی تھی۔ جو افسوس کہ گر گیا۔

مرزا سعید احمد صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس

جماعت احمدیہ ہانگ کانگ کی قرارداد

کولون (بذریعہ ڈاک) جماعت احمدیہ کولون (ہانگ کانگ) نے ایک اجلاس منعقد کر کے حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

مرزا سعید احمد صاحب مرحوم کی افسوسناک وفات پر نہایت مودبانہ طور پر جماعت احمدیہ کولون کے دلی جذبات ہمدردی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

خاکسار عبد الواحد سکرٹری جماعت احمدیہ کولون ہانگ کانگ

ایک ضروری درخواست دعا

ہماری لیگوس (مغربی افریقہ) کی جماعت کو مخالفین کے ساتھ ایک مقدمہ عدالت میں درپیش ہے۔ احباب جماعت کی کامیابی اور سلسلہ کی ترقی کے لئے مستقل طور پر دعا فرماتے رہیں۔ حکیم فضل الرحمٰن از لیگوس (افریقہ)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۴ اپریل ۱۹۳۸ء تک بیعت کرنے والوں کے نام

ہندوستان کے مندرجہ ذیل اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:

نمبر	نام	مقام
۵۶۲	منشی نجم الدین صاحب	ضلع پونچھ
۵۶۳	جنت بی بی صاحبہ	گورداسپور
۵۶۴	حرمت بی بی صاحبہ	"
۵۶۵	برکت بی بی صاحبہ	"
۵۶۶	رحیم بی بی صاحبہ	"
۵۶۷	جنت بیگم صاحبہ	پونچھ
۵۶۸	نور احمد شاہ صاحب	"
۵۶۹	ملک ذوالفقار علی خان صاحب	شاہ پور
۵۷۰	شیخ علیم الدین صاحب	"
۵۷۱	سردار خان صاحب	لاہور
۵۷۲	محمد شریف صاحب	ضلع سرگودہا
۵۷۳	صاحبزادی صاحبہ	لاہور
۵۷۴	فتح بی بی صاحبہ	"
۵۷۵	عائشہ بیگم صاحبہ	حیدر آباد دکن
۵۷۶	عظیمن صاحبہ	پٹیالہ
۵۷۷	صاحب بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۵۷۸	ہاجرہ بی بی صاحبہ	"
۵۷۹	فضل نور صاحبہ	جہلم
۵۸۰	عبد الحمید صاحب	بلوچستان

احمدیہ انجمنیں فوراً توجہ کریں

نظارت علیا کی طرف سے اخبار الفضل مجریہ ۱۷ مارچ و ۸ اپریل ۱۹۳۸ء میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ تمام پراونشل و مقامی انجمنیں آئندہ تین سال دیکم مئی ۱۹۳۸ء لغایت ۳۰ اپریل ۱۹۴۱ء کے لئے جدید عہدہ دار منتخب کر کے ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء تک منتخب شدہ عہدہ داروں کی فہرستیں ارسال کر دیں۔ تاکہ ان کی منظوری دے کر اعلان کیا جا سکے مگر اس وقت تک صرف ایک سو کے قریب انجمنوں کے عہدہ داروں کی فہرستیں موصول ہوئی ہیں۔ اور پانچ سو سے زیادہ انجمنیں باقی ہیں۔

یہ کام ایسا نہیں ہے۔ کہ اس کے لئے بار بار تاکیدی اعلان اور یاد دہانیوں کی ضرورت سمجھی جائے۔ لہذا ان تمام انجمنوں کو جنہوں نے تاحال جدید منتخب شدہ عہدہ داروں کی فہرستیں ارسال نہیں کیں۔ اس اعلان کے ذریعہ تاکید کی جاتی ہے۔ کہ چونکہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۸ء کو تمام سابقہ عہدہ داروں کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ اس لئے فوراً اور بلا توقف جدید عہدہ دار منتخب کر کے ان کی فہرستیں نظارت ہذا میں بھجوا دی جائیں۔ وقت بہت تھوڑا اور نظارت ہذا کا کام ابھی بہت زیادہ ہے۔

انتخاب سے پہلے نظارت ہذا کے ان قواعد و ضوابط کو بغور دیکھ لیا جائے۔ جو اخبار الفضل مجریہ ۱۷ و ۲۹ مارچ ۱۹۳۸ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور ان کے مطابق انتخابات کر کے فہرستیں بھجوائی جائیں۔ ناظر اعلیٰ

مولانا ابو الحمید صاحب کی وفات پر مسلمانان رائچور کا تعزیتی جلسہ

حضرت مولانا ابو الحمید صاحب آزاد سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے انتقال کی خبر سنتے ہی رائچور کے مسلمانوں نے جنکو مولانا مرحوم سے عقیدت و محبت تھی جلسہ منعقد فرما کر ختم قرآن و فاتحہ و دعائے مغفرت کی۔ اس کے محرک مولوی غلام محمد صاحب وکیل ہائیکورٹ تھے جنکے مولانا سے خاص تعلقات تھے۔ مولانا مرحوم نہ صرف اپنی جماعت میں بلکہ دوسرے حلقوں میں بھی اپنے اوصاف حمیدہ کی وجہ سے ممتاز شخصیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔

خاکسار محمد عبد الرحیم سکرٹری انجمن احمدیہ رائچور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ صفر ۱۳۵۷ ہجری

ایک قابلِ تحقیق مسئلہ

علماءِ جماعت احمدیہ کو علمی تحقیق کی دعوت

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے - ناظر تعلیم و تربیت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کی ایک غرض یہ بھی ہے - کہ عقائد و مسائل کی ان غلطیوں کو صاف کیا جائے - جو کسی نہ کسی وجہ سے مسلمانوں میں رائج ہو چکی ہیں - ان میں سے بہت سی غلطیوں کے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے فتاوے کے ماتحت اصلاح ہو چکی ہے - لیکن ابھی تک بعض مسائل ایسے ہیں - جن میں تحقیق کی ضرورت ہے - ان مسائل میں سے ایک مسئلہ جو بہت اہم اور وسیع الاثر ہے - وہ تقسیم ورثہ سے تعلق رکھتا ہے یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے - اور اس کے دوسرے بھائی موجود ہوں - تو کیا اس کے والد کی وفات پر اس کے بچوں کو دادا کے ترکہ میں سے حصہ ملے گا؟

اس بارے میں عام طور پر اسلامی حکم یہ سمجھا جاتا ہے - کہ مذکورہ بالا صورت میں بچوں کو دادا کے ورثہ میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا - مثلاً اگر ایک شخص زید نامی کے دو بیٹے بکر اور عمر نامی ہوں - اور ان میں سے عمر زید کی زندگی میں چند بچے چھوڑ کر فوت ہو جائے - تو عام فتوے یہ سمجھا جاتا ہے - کہ اس صورت میں زید کی وفات پر زید کا سارا ترکہ جو بیٹوں کو ملنا تھا - وہ بکر لے جائے گا اور عمر کے بچوں کو کوئی حصہ نہ ملے گا - اور موٹے طور پر اس مسئلہ کی بنیاد یہ دلیل قرار دی جاتی ہے - کہ پوتوں نے تو باپ کے واسطے سے دادا کے ترکہ میں سے حصہ لینا تھا - لیکن جب باپ کی وفات نے خود باپ کو ہی ورثہ سے محروم کر دیا - تو اس کے بچوں کو کہاں سے حصہ پہونچ سکتا ہے - قانونی اور منطقی رنگ میں یہ ایک بظاہر معقول دلیل ہے - لیکن ساتھ ہی یہ صورت اسلامی تعلیم کی روح کے خلاف نظر آتی ہے - کیونکہ اول تو جو اولاد حقیقت کے لحاظ سے دادا کی صحیح نسل ہے اسے محض ایک اصطلاحی آڑ کی بناء پر ورثہ سے محروم کر دینا اسلامی عدل و انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے - دوسرے بیٹا خواہ باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے - مگر بالقوۃ طور پر وہ موجود رہتا ہے - اور اس کی اولاد اس کی قائم مقام ہے - جو محض اس کے مرنے کی وجہ سے دادا کی نسل سے خارج نہیں قرار دی جا سکتی۔

بہرحال یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اب جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تقسیم ورثہ کو اسلامی شریعت کے مطابق قائم کرنے کی جماعت میں پُر زور تحریک فرمائی ہے - تو اس بات کی اشد اور فوری ضرورت ہے - کہ سلسلہ کے علماء اس مسئلہ کے متعلق اچھی طرح غور کر کے اسے صحیح اسلامی صورت میں قائم کر دیں - جہاں تک میں سمجھتا ہوں - اس مسئلہ کی تحقیق کا صحیح طریق یہ ہے - کہ مندرجہ ذیل عنوانوں کے ماتحت غور کیا جائے :-

۱ - قرآن شریف سے اس مسئلہ کے متعلق کیا استدلال ہوتا ہے ؟

۲ - حدیث اس مسئلہ میں کیا کہتی ہے ؟

۳ - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ کا تعامل کیا ثابت ہوتا ہے ؟

۴ - بعد کے ائمہ اسلام نے اس مسئلہ کے متعلق کیا کیا رائے ظاہر کی ہے ؟

۵ - آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کے کسی فتوے سے اس مسئلہ کے متعلق کوئی روشنی پڑتی ہے ؟

میں امید کرتا ہوں - کہ ہمارے علماء اور مفتیان سلسلہ اس مسئلہ کے متعلق فوری تحقیق فرمائیں گے - تاکہ ان کی رائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کر کے حضور کا فیصلہ حاصل کیا جا سکے۔

اس نوٹ کے لکھنے کے بعد مجھے بتایا گیا ہے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کسی کتاب میں اس مسئلہ کی عام مسلّمہ صورت کو صحیح تسلیم کیا ہے - میں نے یہ حوالہ نہیں دیکھا - لیکن اگر یہ درست ہے - تو بہرحال مندرجہ بالا تحقیق کے نتیجہ میں وہ حوالہ بھی سامنے آ جائے گا - مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے - کہ بعض اوقات آپ کا یہ طریق ہوتا تھا - کہ ایک فقہی مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی مسلمہ صورت میں نقل فرما دیتے تھے - اور اس جگہ آپ کی غرض یہ ہوتی تھی کہ اس مسئلہ میں عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے اپنی ذاتی رائے اور تحقیق کا اظہار مقصود نہیں ہوتا تھا - بہرحال ہمارے دوست جب اس تحقیق میں قدم رکھیں گے - تو ساری حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا افسوسناک انتقال

افسوس! مشرق خصوصاً ہندوستان کا بہت بڑا شاعر - اسلام کی شوکتِ ماضی کا دردمند نوحہ خواں، اور مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق انتہائی مایوسی سے دوچار رہنے والا فلسفی یعنی ڈاکٹر سر محمد اقبال ۲۱ ر اپریل کی صبح کو داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اس بزم کو سُونا کر گیا - جو اس کے دم سے قائم تھی - اس صدمہ کو ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک نہ صرف ہر رتبہ اور طبقہ کے مسلمانوں نے بلکہ دیگر مذاہب کے بلند پایہ لوگوں اور حکومت کے اعلےٰ حکام تک نے بے حد محسوس کیا - اور دردمندی کے ساتھ اپنے اپنے رنگ میں اس کا اظہار کیا ہے - اور فی الواقعہ ہندوستان کو اور خصوصاً مسلمانوں کو یہ اتنا بڑا نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی کی بظاہر حالات کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کو قدرت خداوندی نے شاعری پر خاص قدرت عطا کی تھی - چنانچہ آپ نے اردو اور فارسی میں ایسے ایسے دلپذیر اور دلکش اشعار کہے ہیں - جو سمجھنے والوں کو مسحور بنا دیتے ہیں - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے وہ اپنے کلیجے کے ٹکڑے نکال نکال کر رکھ رہے ہیں - لیکن افسوس کہ ان کی تمام چیخ و پکار جو کبھی کسی لے میں اور کبھی کسی سُر میں بلند ہوتی رہی - سوائے تحسین و آفرین کے وقتی غلغلہ کے کوئی ٹھوس نتیجہ پیدا نہ کر سکی۔

بہرحال یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے - کہ ڈاکٹر اقبال کی شخصیت ایک خاص شخصیت تھی - خدا تعالےٰ نے انہیں خاص دل و دماغ عطا کیا تھا - اور انہوں نے اپنے مخصوص رنگ میں اس سے پوری طرح کام لیا - ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر صاحب کے تمام خاندان خصوصاً ان کے برادر زادہ جناب شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج دہلی سے پوری ہمدردی ہے۔

اگرچہ بعض خاص وجوہات سے آخری عمر میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے جماعت احمدیہ کے متعلق خیالات اور رویہ میں تبدیلی پیدا ہو گئی - لیکن زندگی کے بہترین ایام میں وہ احمدیت کے بہت بڑے مداح اور ثناخواں رہے ہیں - جماعت احمدیہ کو بڑی قدر و وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے - اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے بڑی محبت اور اخلاص کا اظہار فرمایا کرتے تھے - تھوڑا ہی عرصہ ہوا - ہماری درخواست پر انہوں نے "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کے لئے اپنے ہاتھ سے اپنے حسب ذیل نعتیہ اشعار لکھ کر ارسال فرمائے تھے :-

با خدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ او پنہان و تو پیدائے من

تیغ لا در پنجۂ ایں کافر دیرینہ دہ
باز بنگر در جہاں ہنگامۂ الائے من

بہر دربیزیر تو از ہندوستاں آوردہ ام
سجدۂ شوقے کہ خوں گردید در سیمائے من

الکتاب والحکمۃ

بعض مضامین کے متعلق قرآن مجید سے استدلال

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب

(۱۶۲) اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گزرنا

حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط

(اعراف) وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کی تکذیب کی اور تکبر کے مارے ان کو نہ مانا۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے یہاں متکبروں کا ذکر ہے۔ اور ان کے لئے آسمانی دروازے نہ کھلنے کی سزا ہے اور آسمانی دروازہ کھلنا ایک استعارہ ہے یعنی آسمانی علوم اور الہام الٰہی سے وہ بے نصیب رہیں گے۔ اسی طرح اگلا فقرہ بھی استعارہ ہے۔ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گزرنا انسانی کلام میں ناممکن کو نہیں بلکہ مشکل کو ظاہر کرتا ہے۔ استعارہ کا ثبوت یہ ہے کہ اول تو انسانی کلام میں اونٹ کا سوئی سے نکلنا ہمیشہ استعارہ کے طور پر ہی بولا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ لفظی معنے اس کے درست بیٹھتے ہی نہیں۔ کیونکہ جمل یعنے اونٹ خدا کی مخلوق ہے۔ اور خیاط یعنی سوئی انسانی ساخت کی چیز ہے۔ اور انسانی چیز چھوٹی بڑی ہر طرح کی بن سکتی ہے۔ اور ایسی بڑی بھی جس کے ناکہ میں سے واقعی اونٹ نکل جائے۔ پس اگر لفظی ترجمہ صحیح ہو تو انسان ایسی سوئی آج بنا سکتا ہے جس کے ناکہ میں سے اونٹ نکل جائے۔ اور اگر یہ ہو تو پھر عذاب جہنم ایک بالکل ہی معمولی چیز بن گئی۔ پس معلوم ہوا کہ لفظی معنے یہاں نہیں لئے جا سکتے۔ بلکہ یہ ایک استعارہ اور محاورہ ہے۔ جو بہت مشکل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً مسیح علیہ السلام نے بھی کہا ہے کہ جنت میں دولتمند کا داخل ہونا ایسا ہی مشکل ہے۔ جیسے سوئی کے ناکہ میں سے اونٹ کا گزرنا۔ یہ سچ ہے مگر دیکھو آخر کئی امراء بھی خدائی سلسلوں میں ہمیشہ داخل ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ۔ زبیرؓ وغیرہ لوگ صحابہ میں تھے۔ اور کئی بادشاہوں کا مسیحی سینٹ بن جانا عیسائیوں کو مسلم ہے۔ یہود میں داؤد سلیمانؑ تو بادشاہ ہی تھے۔ اسی طرح مسلمان بادشاہ بھی بہت سے اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ صرف استعارہ ہے جو مشکل کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے نہ کہ محال کے معنوں میں۔ اگر محال کے معنوں میں لیا جائے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ کوئی دولتمند کبھی خدا کا فضل نہیں پا سکتا۔ اور یہ بالبداہت غلط ہے۔

(۱۶۳) المغضوب علیھم اور ضالین

صرف یہود اور نصاریٰ ہی مغضوب علیہم اور ضالین نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے مثیل بھی بہت ہیں۔ مغضوب علیھم میں ہمیشہ غضب کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ جیسے یہودی مولوی۔ خوارج اور آریہ علماء۔ یہ لوگ بڑے غصہ والے۔ کافر گر۔ جہنمی بنانے والے نجات کو محدود کرنے والے۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑنے والے اور لعنتیں کرنے والے۔ تکفیر کے فتوے دینے والے اور خدا پر بھی ناراض کہ ہم کو حکومت کیوں نہیں دی۔ اور ہر گناہ پر انسان کو واجب القتل ٹھہرانے والے ہیں۔ ان لوگوں کو نجات میں بہت ناامیدی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ کرم اور اعمال میں بہت سخت اور باریک بین ہوتے ہیں۔ ٹخنوں سے نیچا پاجامہ اور لبی مونچھ تک کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک دفعہ گناہ کے بعد تناسخ کے چکر میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ضالین کے جتنے فرقے ہیں وہ بظاہر نہایت محبت والے نرم دل مداہنہ کرنے والے ہیں۔ مثلاً نصاریٰ شیعہ۔ نیچری صوفی ان میں Toleration بھی حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور آپس میں بھی بہت اتفاق ہوتا ہے۔ عیسٰی بدین خود اور موسےٰ بدین خود بعض کا مقولہ ہے اور بعض خدا کو محبت ہی کہتے ہیں۔ ضالین کو بیجا امید ہوتی ہے۔ عمل نہیں کرتے مثلاً یہ کہ بیٹا مان لو۔ پھر جو چاہو کرو نجات ہی نجات ہے۔ یا حب علیؓ کافی ہے اعمال کی ضرورت نہیں۔ جاہل صوفی کہتے ہیں کہ بس سب ایک ہی ہیں عمل کیسا۔ نیچری کہتے ہیں کہ اللہ کو مانو اور دنیا کماؤ مزے اڑاؤ۔ مگر منعم علیہم پورے اعمال بجا لاتے ہیں۔ اور پھر خدا کے فضل پر بھی پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔ نہ ان میں غضب ہوتا ہے نہ مداہنت اور بیجا خوشامد پسندی وہ دونوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ تحت کے قائل فضل کے سائل۔ سچا حق بجا غضب اور سچی حق بجا امید ان میں ہوتی ہے اور دونوں قسم کے فطری قوتے کو مناسب اور برمحل موقعوں پر برتتے ہیں۔ ان کا ایمان بھی خوف و رجا کے درمیان ہوتا ہے

(۱۶۴) ذالک الکتاب لاریب فیہ

قرآن مجید میں کوئی ریب نہیں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اول تو اپنے دعوے ایسے صاف بیان کئے ہیں جن میں شبہ کی گنجائش نہیں پھر دلائل ایسے محکم کہ شبہ سے خالی۔ پھر جزا اور سزا اور نتائج کا شتبہ نہیں۔ پھر عمل کر کے دیکھ لو موعودہ کامیابی میں کوئی شبہ نہیں۔ پہلی کتب میں مثلاً بیان کیا ہے کہ خدا ہے۔ مگر دلائل ندارد۔ ایک خدا ہے مگر توحید کے براہین مفقود۔ رسالت۔ سوائے مگر عقلی دلائل بہت کم۔ سینکڑوں اصول و فروع بیان کئے مگر تسلی نہیں دی۔ گویا ہر جگہ شبہ کی گنجائش باقی ہے۔ قرآن مجید نے یہ کمال کیا۔ کہ کسی بات کو مبہم نہیں رکھا۔ اور کہیں شبہ باقی نہیں چھوڑا۔ حالانکہ بعض کتابوں سے ایک طرف ایک شخص ابن اللہ ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ابن آدم۔ اسی طرح مثلاً فرمایا کہ یہ کتاب ہدائت اور فلاح دیتی ہے ساتھ ہی ایسے صاف الفاظ بیان فرمائے۔ کہ سامع کو شبہ نہیں رہا۔ کہ فلاح و ہدائت کیا چیز ہے ہدائت اور فلاح کو صاف۔ اور واضح بیان کر دیا۔ اشتباہ اور شک باقی نہیں رہا۔ کہ شائد فلاں چیز فلاح ہے یا نہیں۔ پھر جس چیز کو فلاح کہا۔ اس کے فلاح ہونے کی دلیلیں کامل اور واضح دیں۔ ایسا نہیں کہ سننے والا سمجھے کہ فلاں بات بے دلیل رہ گئی۔ پھر جو لوگ اس راہ کے عامل ہوئے۔ انکو ایسا مفلح بنا کر دکھا دیا۔ کہ خود انہوں نے اور ان کے دیکھنے والوں نے گواہی دی کہ بے شک یہ مفلح ہو گئے۔ دنیا میں کامیاب علم عمل۔ دولت۔ رعب۔ حکومت۔ عزت نیکی۔ نصرت و تائید الٰہی غرض ہر نعمت سے ان کو مالا مال کر دیا۔

خدا کی نسبت دنیا میں شبہ ہے بعض کہتے ہیں کہ اگنی وایو وغیرہ خدا ہیں۔ دوسرے کہتے ہیں نہیں یہ خدا کے صفاتی نام ہیں بذات خود خدا نہیں ہیں بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو صرف آگ پانی کے نام ہیں۔ اور کچھ نہیں بعض ان کو اوتاروں کے نام خیال کرتے ہیں۔ عام عیسائی کہتے ہیں۔ کہ انجیل خدا کا بیٹا بتاتی ہے۔ یونیٹیرین عیسائی کہتے ہیں کہ توحید سکھاتی ہے۔ اسی طرح ہر طرف شکوک و شبہات ہی ہیں مگر مسلمانوں کے ہاں ہر مسلمان صرف ایک اللہ کو پیش کریگا۔ اسی طرح آخرت جنت اور جہنم کا قصہ ہے ہر مذہب کے لوگوں میں خود اصولی فرق اول سے آخر تک موجود ہیں۔ مگر قرآنی مذہب میں کوئی نہیں۔ قرآن کا دعوے ہے کہ خدا کلام کرتا ہے۔ اسی طرح ہر مذہب کا مدعی بھی کہتا ہے۔ مگر ثابت اسلام ہی کرتا ہے کہ ہماری ہدایتوں پر عمل کرو گے۔ تو خود تم سے کلام کر کے دکھا دیگا۔ جنت کا ذکر کیا۔ مومن بن کر دیکھ لو تا ممکن ہے کہ اس کا ایک نمونہ دنیا میں نہ دیکھ لو۔ کفر کو بُرا کہا ہے۔ کر کے دیکھ لو اس کے نتائج یہیں سے شروع ہو جائینگے ملائکہ پر ایمان لاؤ۔ انکی تحریکوں پر عامل بنو تو تم ان سے باتیں کر لو گے ایسا نہ ہو تو ہمارے رسولوں کی اتباع کرو۔ ویسی ہی نعمتیں تم دیکھ لو گے۔ خدا سے تعلق پیدا ہو جائیگا۔ کرامات م صادر ہوں گی۔ قبولیت دعا ایک دعوے ہے۔ اس کی شرائط پر عمل کر لو۔ تمہاری دعائیں قبول ہونے لگیں گی۔ غرض دعوے دلیل نتیجہ سب میں یقین ہے۔ صفائی ہے۔ شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور اس کتاب پر چلنے والے کو یقینی معلوم ہے۔ کہ میرے آگے جنت اور میرے ساتھ خدا ہے۔ نہ کہ جہنم اور ہلاکت۔ یہ بات کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔ کیونکہ وہاں ریب ہے۔ اور یہاں ریب نہیں۔ پھر آخری درجہ ریب نہ رہنے کا یہ ہے۔ کہ یہ کلام بے نظیر ہے۔ اور انسانی طاقتیں اس جیسا بنانے پر قادر نہیں ہو سکیں۔ اس لئے یہ کسی ہستی کا ہے

ہندوستان کی آبادی کا مسئلہ

ہندوستان میں آبادی کا مسئلہ کچھ عرصہ سے بعض لوگوں کی توجہات کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور ہندوستان کا ایک طبقہ ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو بہت تشویشناک نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر آبادی کو اس نسبت سے جس سے کہ وہ اب بڑھ رہی ہے۔ بڑھنے دیا گیا۔ تو یہ بات ہندوستان کے لئے سخت خطرناک ہوگی۔ بعض لوگ اقتصادی نقطۂ نگاہ سے آبادی میں اضافہ کو مہلک تصور کرتے ہیں۔ اور بعض سیاسی نقطۂ نظر سے اسے نقصان رساں قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ بعض ہندو ایسے ہیں۔ جنہیں یہ خیال بے چین کئے ہوئے ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کی آبادی زیادہ سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ اور ہندو اخبارات اسے ایک خطرہ کی صورت میں ہندوؤں کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ پروفیسر رادھا کمال مکرجی آف لکھنؤ نے تو بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہدیا ہے۔ کہ بعض صوبجات میں تحدید آبادی کی جو تحریک پیدا ہو رہی ہے۔ ہندو اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اندیشہ ہے۔ کہ یہ بات مسلمانوں کے لئے سیاسی لحاظ سے بہت مفید ہوگی۔ کیونکہ ان کے ہاں تعدد ازواج کی اجازت ہے۔ اور اس کے باعث ان کی آبادی پھر بھی بدستور بڑھتی رہے گی۔

اس کے متعلق ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو کس نے روکا ہے کہ وہ اپنے ہاں تعدد ازواج کو رواج نہ دیں۔ جس طرح اور بہت سے معاشرتی امور مثلاً شادی و طلاق وغیرہ میں وہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں اصلاح کے لئے قانون کی امداد حاصل کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس بارے میں بھی وہ قدم اٹھا سکتے ہیں۔

آبادی کے متعلق ہندوؤں کے ان خدشات کے محرک خواہ سیاسی ملحوظات ہی ہوں۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ فی الحقیقت اسلامی اصول کی حقانیت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے کیونکہ وہی ہندو۔ جو تعدد ازواج کو قطعاً ناجائز اور بہت بڑا گناہ قرار دیتے رہتے ہیں۔ آج کم از کم اتنا تو سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ سیاسی لحاظ سے یہ مفید اور ضروری چیز ہے۔ پھر اس سے ان کا یہ اعتراض بھی خودبخود دور ہو جاتا ہے۔ کہ پردہ صحت کے منافی ہے۔ آبادی کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۱ء اور سنہ ۱۹۲۱ء کے درمیان جہاں ہندوؤں میں ۱ ر فیصدی اضافہ ہوا۔ وہاں مسلمانوں کی آبادی اسی عرصہ کے دوران میں ۱ ر ۵ فیصدی بڑھ گئی۔ گو اس صورت حالات کے اور بھی کئی وجوہ ہو سکتے ہیں۔ اور ہیں۔ تاہم اس سے یہ بات بھی یقیناً ثابت ہوتی ہے۔ کہ صحت کے لحاظ سے مسلمان خواتین کسی دوسری قوم کی عورتوں سے کم نہیں۔ اور صحیح اسلامی پردہ اگر ایک طرف اخلاقی لحاظ سے نہایت ضروری چیز ہے۔ تو دوسری طرف صحت کے لحاظ سے بھی نقصان رساں نہیں۔

ہندوستان کے بعض لوگوں میں رفتہ رفتہ یہ خیال بھی پیدا ہو رہا ہے کہ چونکہ ہندوستان کی مجموعی آبادی ملک کے وسائلِ آمدنی کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ اس لئے اب اس میں اور اضافہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس خیال کا اظہار پروفیسر مذکور نے بھی اپنے لیکچر میں کیا ہے۔ یہ خیال گو ملک میں غربت و افلاس کی وسعت کے پیش نظر درست معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں صحیح نہیں۔ کیونکہ ہندوستان کے قدرتی ذخائر پیداوار موجودہ وقت آبادی سے بھی زیادہ کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان سے کما حقہٗ فائدہ اٹھایا جائے۔ ابھی طریق کاشت میں ہی بہت بڑی اصلاح کی ضرورت ہے جو اگر عمل میں آجائے۔ تو ملک کی پیداوار میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ کروڑوں ایکڑ زمین ابھی تک ایسی پڑی ہے۔ جو گو قابلِ کاشت ہے۔ مگر آبپاشی کے ذرائع کے فقدان کے باعث بالکل بے کار ہے۔

پھر صنعت ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہندوستان ابھی ابتدائی منزل میں ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس کی صنعتوں کو ترقی دی جائے۔ غرض ملک کی دولت کو بڑھانے کے بہت سے ذرائع ابھی باقی ہیں۔ ان حالات میں یہ قرار دینا کہ ہندوستان بڑھتی ہوئی آبادی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ درست نہیں۔

پونچھ میں غیر مبائعین کی عبرتناک حالت

امسال عید الاضحےٰ سے پہلے یہاں کے غیر مبائعین نے مقامی مفتی اعظم مولوی محمد شاہ صاحب کو اس بات پر راضی کر لیا کہ اگر آپ یہ فتوےٰ دے دیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسلمان تھے۔ تو ہم آپ کے پیچھے نماز عید ادا کریں گے۔ سُنا گیا تھا۔ کہ مولوی صاحب نے ایک تحریر غیر مبائعین کے حوالہ کی۔ جس میں لکھا۔ میں مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ اس پر غیر مبائعین نے آپ کی امامت میں نماز عید ادا کی۔ لیکن ابھی مولوی صاحب گھر نہ پہنچنے پائے تھے۔ کہ سُنی مسلمانوں نے آگھیرا۔ طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ گھر میں ناراضگی کی لہر دوڑ گئی۔ غرضکہ مولوی صاحب کا دولت خانہ لڑائی کا مرکز بن گیا۔ دو تین دن تک یہی کشمکش رہی۔ آخر مولوی صاحب نے ذیل کا اشتہار سائیکلوسٹائل مشین پر چھپوا کر بازار میں بجلی کے کھمبوں پر چسپاں کروا دیا:-

"اشتہار واجب الاظہار"

مجھے اکثر دفعہ مرزائیوں سے اور خصوصاً لاہوری احمدیوں سے مذہبی مباحثے کا اتفاق ہوا۔ جس سے میں اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا۔ کہ فی الواقعہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ کیونکہ لاہوری احمدیوں کے لٹریچر میں اس کی نسبت کافی مواد موجود ہے۔ چنانچہ اس غلط فہمی کی وجہ سے میں نے لاہوری احمدیوں کو لکھ دیا تھا۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان ہے۔ لیکن مزید تحقیقات و مطالعہ کتب احمدیہ سے میں نے معلوم کیا۔ کہ مرزا صاحب حقیقتاً مدعیٔ نبوت ہیں۔ اس لئے اب میں اس غلط فہمی کو محسوس کرتے ہوئے اپنے سابقہ فتوے کو منسوخ کرتا ہوں۔ اور اب مرزا غلام احمد کے متعلق میرا وہی عقیدہ ہے۔ جو زمانہ ختم نبوت میں ایک مدعی کاذب کی نسبت ایک سچے مسلمان کا ہونا چاہیئے۔ نیز میرا عقیدہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق وہی ہے۔ جو علمائے اہل سنت والجماعت کا ہے۔ المشتہر خادم اسلام محمد شاہ مفتی اعظم پونچھ"

جب غیر مبائعین نے یہ اشتہار ملاحظہ کیا۔ تو ٹھنڈے ہو گئے۔ اب وہ جنازہ وغیرہ میں شریک ہونے سے قدرے پرہیز کر رہے ہیں۔ یہ ایک تازہ مثال اس امر کی ہے۔ کہ غیر مبائعین کس طرح غیر احمدیوں میں شامل ہونے میں ذلت اور رسوائی کا مونہہ دیکھ رہے ہیں۔ کاش اس ایک ہی بات کو مدنظر رکھ کر آئے دن کے دھکوں سے نجات حاصل کریں۔

خاکسار عبد الکریم خان یوسف زئی۔ احمدی۔ تار کلرک پونچھ (کشمیر)

107

ورثہ کے متعلق شریعتِ اسلامی کے ضروری احکام

از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل

رشتہ دار کا خود بخود آزاد ہو جانا

اگر کوئی رشتہ دار اپنے کسی رشتہ دار کا مالک ہو جائے۔ جس کا نکاح اس کے ساتھ جائز نہ ہو۔ تو وہ رشتہ دار خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔ خواہ آقا اس کو آزاد کرے یا نہ کرے اسے عتق ذی رحم کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو یا بیٹا اپنے باپ کو خریدے۔ تو وہ خریدنے کی وجہ سے دوسرے سے آزاد ہو جائیں گے۔ یا اسی طرح ورثہ میں یا ہبہ میں کسی آدمی کو اس کا کوئی ایسا رشتہ دار مل جائے۔ جس کا نکاح اس سے جائز نہ ہو۔ تو وہ رشتہ دار خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ اور جب آزاد شدہ رشتہ دار مرے گا۔ اور اس کے نسبی اصحاب الفرائض و عصبہ نہ ہوں۔ تو پھر ولاء اس رشتہ دار کو ملے گی جس کی ملکیت سے وہ آزاد ہوا تھا۔ اور اگر ملکیت میں کئی شریک ہوں۔ تو ولاء میں بھی وہ سب شریک ہوں گے اور ملکیت کی نسبت سے وہ سب ولاء کے حقدار ہوں گے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے عن الحسن عن سمرہ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال من ملک ذا رحم محرم فھو حر اد عتیق یعنے سمرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی ایسے رشتہ دار کا مالک ہو جائے جس کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہیں تو وہ رشتہ دار آزاد ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کسی آدمی کی تین لڑکیاں ہوں صغریٰ وسطےٰ کبریٰ۔ ان میں سے صغریٰ و کبریٰ دونوں ملکر پچاس روپے میں اپنے باپ کو خرید لیں۔ جو کسی کا غلام ہو۔ تو وہ باپ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ اب جب باپ مریگا۔ تو ان تینوں لڑکیوں کو ۲/۳ حصہ کل جائداد کا بوجہ وارث ہونے کے ملیگا۔ اور باقی ۱/۳ صغرےٰ و کبرےٰ کے حصہ میں بوجہ ولی العتاقہ یعنی آزاد کرنے والا آقا ہونے کے آئے گا۔ لیکن دو و تین کی نسبت سے گویا کل جائداد کے ۴۵ حصص کئے جائیں گے ان میں سے ۳۰ حصص تینوں لڑکیوں کو (فی کس دس) بوجہ وارث ہونے کے ملیں گے۔ اور جو ۱۵ رہ جائیں گے وہ کبرےٰ و صغرےٰ کو ملیں گے جس نے تیس روپے دیئے تھے اس کو ۹ اور جس نے ۲۰ روپے دیئے تھے۔ اس کو ۶۔ گویا کبرےٰ کے کل حصہ میں ۱۹ آئے۔ دس وارث ہونے کی وجہ سے اور نو باپ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اور صغرےٰ کے حصہ میں ۱۶ آئے۔ دس اس کے وارث ہونے کی وجہ سے اور چھ آزاد کرانے کی وجہ سے۔ اور وسطیٰ کے حصہ میں دس حصص ہی وارث ہونے کی وجہ سے آئیں گے۔ کیونکہ اس نے باپ کو آزاد کرانے کے لئے کوئی روپیہ نہ دیا تھا۔

رد یعنی دوبارہ حصہ ملنا

یہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب الفرائض کو جبکہ وہ اپنا حصہ ایک دفعہ لے چکے تھے۔ دوبارہ ان کے حصص کے مطابق بقیہ مال لینے کا بھی ارشاد فرمایا۔ اور بعض کا اکیلے ہونے کی وجہ سے سارے مال کا حکم فرمایا۔ کیونکہ ان کے علاوہ اور کوئی وارث نہ تھا۔ اور نہ عصبہ تھا۔ جسکو مال بچا ہوا دیا جاتا۔ جیسا کہ سعد بن وقاص کا ذکر آیا تھا۔ کہ ان کی لڑکی سارے مال کی وارث ہوئی۔ عربی میں دوبارہ حصہ لینے کو رد کہتے ہیں۔ رد کے متعلق دو قسم کے مسائل ہیں اول بعض ایسے مسائل جن میں تمام ایسے لوگ ہوں گے۔ جن پر رد ہو سکتا ہے خواہ وہ سب ایک فریق ہوں۔ یا ایک سے زیادہ فریقوں میں منقسم ہوں۔ دوسری قسم کے ایسے مسائل ہیں۔ کہ جن میں ایسے لوگ ہوں۔ کہ جن پر رد ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی خاوند یا بیوی میں سے بھی کوئی ہو۔ جن پر کہ رد نہیں ہوتا۔ سو ان ہر دو قسم کے مسائل کے حل کرنے کا طریق یہ ہے کہ اگر تو ورثا کا ایک ہی فریق ہو۔ جس پر رد ہوتا ہے۔ تو اس فریق کے جتنے افراد ہوں۔ اتنے ہی حصص ترکہ کے کر لئے جائیں اور ان میں ترکہ تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً اگر کسی آدمی کی صرف چار لڑکیاں ہیں۔ اور کوئی وارث ان کے ساتھ نہیں۔ تو فریضہ کے طور پر ان کو دو تہائی مال ملے گا۔ کیونکہ دو یا دو سے زیادہ لڑکیوں کو ۲/۳ ہی زیادہ سے زیادہ ملتا ہے۔ لیکن بقیہ ۱/۳ بھی چونکہ انہوں نے ہی لینا ہے۔ اس واسطے کل جائداد کے چار حصص کر کے ہر ایک لڑکی کو ایک ایک حصہ دیدیا جائیگا۔ اگر ایک فریق نہ ہو۔ بلکہ کئی فریق ہوں جن پر رد ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے اس طرح کیا جائیگا۔ کہ ان کے حصص کے مجموعہ پر ترکہ تقسیم کر دیا جائیگا۔ مثلاً ایک مرنے والے کی ایک بیٹی اور ایک ماں ہے۔ موجب فریضہ بیٹی کو کل مال کا نصف اور ماں کو کل مال کا ۱/۶ ملیگا۔ گویا چھ حصص میں سے تین بیٹی کو اور ایک ماں کو ملا۔ باقی دو بچ گئے۔ وہ بھی انہی دو کو دوبارہ اسی نسبت سے ملیں گے۔ ایسی صورت میں لڑکی اور والدہ کے حصص کے مجموعہ کو لیا جائیگا۔ جو کہ ۳+۱=۴ ہے۔ پس بجائے چھ حصوں پر ترکہ تقسیم کرنے کے چار حصص پر تقسیم کر کے تین بیٹی کو ایک مرنے والے کی والدہ کو دے دیا جائے گا۔

دوسری قسم کے مسائل جن میں ایسے اصحاب الفرائض بھی ہوں۔ جس پر رد ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی بیوی یا خاوند میں سے بھی کوئی ہو۔ جن پر رد نہیں ہوتا۔ تو ایسے مسائل کے حل کرنے کا یہ طریق ہے کہ اگر ایک فریق خاوند یا بیوی کے ساتھ ہو تو خاوند یا بیوی کو اس کا حصہ دے کر باقی سارے کا سارا اس فریق کو دیدیا جائے جن پر رد ہوتا ہے۔ مثلاً جب خاوند یا لڑکیاں ہوں۔ تو خاوند کو ۱/۴ اور لڑکیوں ۲/۳ ملیگا۔ اس صورت میں بارھواں حصہ بچ رہیگا وہ بھی چونکہ لڑکیوں کو ہی ملنا ہے۔ اس لئے کل ترکہ کو چار حصہ پر تقسیم کر کے خاوند کو ایک دیگر باقی تین حصص لڑکیوں کو دے دیئے جائیں۔ اور اگر خاوند یا بیوی کے ساتھ کئی فریق ہوں تو اس کے حل کرنیکا یہ طریق ہے۔ کہ خاوند یا بیوی کا حصہ چھوٹے سے چھوٹے عدد سے دیگر باقی جو بچے ان کو ان ورثاء کے مجموعہ حصص پر تقسیم کر دیا جائے جن پر کہ رد ہوتا ہے۔ مثلاً اگر متوفی کی بیوی۔ بیٹی ماں ہوں تو بیوی کو ۱/۸ اور بیٹی کو ۱/۲ اور ماں کو ۱/۶ ملیگا جنکا ذواضعاف اقل ۲۴ آئیگا۔ گویا کل ۲۴ حصص بنائے جائیں گے۔ جن میں سے بیوی کو ۱/۸ تین بیٹی کو ۱/۲ بارہ اور ماں کو ۱/۶ چار آئیں گے۔ ان سب کا مجموعہ ۱۹ ہوگا۔ اور پانچ حصے چوبیس میں سے بچ جائیں گے۔ جو کہ بیٹی اور ماں کو ملیں گے۔ بیوی کو ان میں سے کچھ نہیں ملیگا۔ اس لئے یوں کیا جائے گا۔ کہ بیوی کا حصہ چھوٹے سے چھوٹے عدد سے جس سے ۱/۸ نکل سکتا ہو اسے دے دیا جائے۔ اور وہ اس صورت میں آٹھ کا عدد ہو سکتا ہے۔ باقی سات جو بچ جائیں گے۔ وہ سارے کے سارے بیٹی اور والدہ کو دینے ہیں۔ لیکن کس نسبت سے ۱۲ اور ۴ کی نسبت سے یا ۳ و ۱ کی نسبت سے جسکا مجموعہ ۴ ہوگا۔ اب ان سات کے جو آٹھواں حصہ دے کر بچے ہیں ۴ حصے کر لئے جائیں۔ یا اجزاء اور بڑھا کر ایسا عدد بنا لیا جائے۔ جس سے کسر لازم نہ ہو۔ مثلاً بجائے ۸ کے ۳۲ حصص بنا لئے جائیں۔ ان میں سے بیوی کا ۱/۸ چار ہوں گے۔ اور باقی ۲۸ رہ جائیں گے جنکو چار حصص پر جو مجموعہ سہام ماں و بیٹی کا ہے تقسیم کر دیا جائے۔ ماں کے حصہ ۷ اور بیٹی کے حصہ میں ۲۱ آئیں گے۔

آہ چودھری شیخ احمد صاحب مرحوم

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

ہمارے محترم بھائی چودھری شیخ احمد صاحب قریبًا چار ماہ تک بعارضہ یرقان بیمار رہنے کے بعد ۷-۸ اپریل ۱۹۳۸ء کی درمیانی رات کو اپنے وطن موضع مراڑہ ضلع سیالکوٹ میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

آپ جماعت احمدیہ شملہ کے سرگرم ممبروں میں سے تھے۔ ایک لمبا عرصہ جماعت کے سیکرٹری تعلیم و تربیت رہے۔ وفات سے پہلے ان کے پاس کوئی عہدہ نہیں تھا۔ اور اس کی وجہ ان کی یہ خواہش تھی۔ کہ نوجوانوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

پچھلے سال جب خاکسار کو دو ماہ کی رخصت حاصل کرکے دہلی (سردیوں میں جماعت شملہ کا قیام دہلی میں ہوتا ہے) سے غیر حاضر ہونا پڑا۔ تو جماعت نے بالاتفاق ان کو صدر منتخب کیا۔

خاکسار سے ان کا پہلا تعارف ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ جبکہ وہ بحصول ملازمت شملہ تشریف لائے۔ اور اس وقت سے لیکر آخر دم تک ان کے اخلاق نے میرے قلب پر گہرے تاثرات چھوڑے۔ اور ان تاثرات کا میں نے ہمیشہ رشک کے ساتھ محاسبہ کیا ہے۔ صاف گوئی ان کی خصوصیت تھی اپنے عہدہ کے فرائض کے لحاظ سے اگر کبھی انہوں نے کسی دوست کی کسی کمزوری کو محسوس کیا۔ تو بلا خوف لومۃ لائم ان کو متوجہ کیا۔ اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرنے میں کبھی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے کئی دفعہ ایسا ہوا۔ کہ میرے پاس اپنی کسی کمزوری کا ذکر انہوں نے شروع کیا۔ تو میں نے روکا۔ فرمایا کرتے میری غرض یہ ہے۔ کہ تا دعا کی تحریک ہو۔ اور اس طرح کمزوری دور ہو طبیعت میں نرمی تھی۔ حلقۂ احباب وسیع تھا۔ اور تعلقات کو مضبوط کرنے اور قائم رکھنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے تھے۔ اہل پیغام نے اس خوبی کا غلط اندازہ لگایا۔ اور فتنہ کے شروع ایام میں ان کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ لیکن آپ مضبوط چٹان کی طرح اپنے عقائد پر قائم رہے۔

اس قدر نرمی کے باوجود غیرت کے مواقع پر پورے غیور تھے۔ اور اپنے عقائد اور واجب الاحترام ہستیوں کے خلاف استہزاء نہیں سن سکتے تھے۔ آپ زیرک تھے۔ خوب فہیم اور محنتی کام سے کبھی جی نہیں چراتے تھے افسوس کہ آپ کی دفتری زندگی کامیاب نہیں گذری۔ چند سال ڈاکخانہ میں ملازمت کی لیکن ترقی کی صورت نہ ہونے اور صحت کی خرابی کیوجہ سے وہاں سے مستعفی ہوکر شملہ پہنچے۔ دفتر ملٹری سیکرٹری وائسرائے میں ایک عارضی ملازمت مل گئی۔ جو چند ماہ میں ختم ہوگئی ملازمت سے علیحدہ ہوکر انہوں نے ایک لمبی چٹھی ملٹری سیکرٹری کے نام لکھی جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ لڑائیوں میں (وہ جنگِ عظیم کے دن تھے) جان دینے اور سر کٹوانے کے لئے تو ہم غریب مسلمان اور ملازمتوں کی تقسیم کا سوال آئے تو برادرانِ وطن سب سے آگے حیرت کی بات ہے کہ آپ کی نظر بھی انہی پر پڑے۔ اور ہمیں کوئی پوچھنے والا نہ ہو یہ چٹھی افسر موصوف کے پاس گئی۔ اس نے دفتر کے رجسٹرار کو دی۔ رجسٹرار نے ان کو بلوایا۔ اور پوچھا۔ کہ تم نے اتنے بڑے افسر کو یہ چٹھی لکھنے کی جرأت کیسے کی۔ انہوں نے صاف کہدیا۔ اب میں تمہارا ملازم نہیں۔ کہ ملازموں والی پابندیاں مجھپر عائد ہوں۔ نتیجہ اس کا اچھا ہوا۔ انہوں نے ان کو دوبارہ ملازم رکھ لیا۔

تھوڑے دنوں میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں مقابلہ کا امتحان ہوا۔ اس میں اول رہے۔ اور [illegible] گئے [illegible] تیئیس سال تک اس محکمہ میں ملازمت نہایت محنت سے کی۔ افسرانِ بالا آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ لیکن خاص قسم کی خودغرضیاں آپ کی ترقی کے رستہ میں حائل رہیں۔ آپ سیکنڈ ڈویژن میں ملازم ہوئے۔ اور مرتے وقت تک اسی ڈویژن میں رہے۔ کام آپ نے ہمیشہ فرسٹ ڈویژن کا کیا۔ لیکن ترقی کے وقت کسی نہ کسی وجہ سے آپ کے جونیر کو ترقی دیدی جاتی تھی۔ آپ بہت دل برداشتہ ہوتے۔ اور کئی دفعہ ارادہ کیا۔ کہ پنشن پر چلا جاؤں۔ بلکہ ایک دو دفعہ پنشن کے لئے عرضی بھی دے دی مگر آپ نے دوستوں کے مجبور کرنے پر واپس لے لی۔

آپ کی صحت شروع سے کمزور تھی کام کی کثرت اور مسلسل ناکامیوں کے نتیجہ میں اور زیادہ کمزور ہوگئی۔ ایک لمبے عرصہ سے ان کو آرام کی ضرورت تھی لیکن دفتر اپنے مصالح کے ماتحت ان کو چھٹی نہیں دیتا تھا۔ اسی صحت کی خرابی میں انہوں نے متواتر کام کیا۔ صحت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ بوقت تمام دفتر نے دو ماہ کی چھٹی دی اور آپ چھٹی کے پہلے دن سے ہی صاحبِ فراش تھے۔ ڈیڑھ ماہ کے قریب دہلی میں رہے۔ اس عرصہ میں خاصے کمزور ہو چکے تھے۔

آخری ملاقات میں مجھ سے فرمانے لگے دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ مجھے یا تو موت دے یا جلد صحت دے اب بیماری کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ میں نے تسلی دی۔ اور دعاؤں کا سلسلہ متواتر جاری رکھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اپنے گاؤں میں آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے تشریف لے گئے۔ لیکن حالت زیادہ خراب ہوتی گئی۔ دو ماہ کے بعد ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ بھیجکر مزید چھٹی طلب کی۔ لیکن دفتر والوں نے بغیر کسی ہمدردی کے سول سرجن کا سرٹیفکیٹ طلب کیا۔ جس سے مرحوم کو بیحد تکلیف ہوئی۔ آخر آپ کے فرزند عزیزم سردار احمد [illegible] نے لکھا کہ مریض سفر کے قابل نہیں۔ اور گاؤں میں سول سرجن نہیں ملتے۔ اس پر دفتر نے اپنا مطالبہ بند کیا۔ مرحوم کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی۔ کوئی علاج مفید ثابت نہ ہوا۔ کسی دوائی سے عارضی فائدہ تک بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ مرحوم کی روح نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالےٰ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور درجات بلند کرے۔

مرحوم کی عمر کم و بیش پچاس سال تھی آپ موصی تھے۔ آپ کو اپنے گاؤں کے قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا ہے۔

مرحوم نے غمزدہ بیوی کے علاوہ اپنی یادگار دو لڑکے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں جن میں سے اکثر چھوٹی عمر کے ہیں۔ سب سے بڑا لڑکا عزیزم سردار احمد دفتر فیڈرل پبلک سروس کمشن میں اسسٹنٹ ہے۔ خدا کے فضل سے بہت سعید بچہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنے باپ کی اور اپنی ذمہ داریوں کے اٹھانے کی توفیق دے۔

خاکسار عبد السلام عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ شملہ

ڈاکٹر فیروز الدین صاحب احمدی کہاں ہیں

تقریبًا دو ماہ کا عرصہ ہوا ڈاکٹر فیروز الدین صاحب احمدی معہ اہل و عیال ملازمت کے سلسلہ میں براستہ عدن کسی نامعلوم مقام کو عازم سفر ہوئے۔ ان کے منزل مقصود پر پہنچنے کی تا دم تحریر کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے حلقۂ احباب میں سے کسی کو ان کی خیر و عافیت کی اطلاع ہو تو مطلع فرمائیں۔ تا کہ ان کے عدم ترسیل پرچہ اضطراب و ہیجان پیدا ہو رہا ہے وہ دور ہو

ازطرف ڈاکٹر محمد ابراہیم سیکرٹری جماعت احمدیہ

تقرر امراء کا اعلان

مندرجہ ذیل احمدی جماعتوں کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل اصحاب کو یکم مئی ۳۸ء سے ۳۰ اپریل ۴۱ء تک تین سال کے لئے امیر مقرر فرمایا ہے۔

(۱)	جماعت احمدیہ	دہلی	بابو نذیر احمد صاحب
(۲)	" "	بنوں	صوبیدار ڈاکٹر محمد الدین صاحب پولیس ہسپتال
(۳)	" "	کوہاٹ	خان بہادر محمد علی خان صاحب رئیس
(۴)	" "	حیدرآباد دکن	سید بشارت احمد صاحب
(۵)	" "	فیروزپور شہر	مرزا ناصر علی صاحب
(۶)	" "	امرتسر	ڈاکٹر معراج الدین صاحب
(۷)	" "	"	(نائب امیر) ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب
(۸)	" "	جہلم	سید سردار شاہ صاحب
(۹)	" "	مونگھیر	حکیم مولوی خلیل احمد صاحب
(۱۰)	" "	"	(نائب امیر) مولوی سید وزارت حسین صاحب
(۱۱)	" "	پٹیالہ	شیخ محمد کرم الٰہی صاحب
(۱۲)	" "	سرائے نورنگ	صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب
(۱۳)	" "	گجرات	چوہدری احمد الدین صاحب وکیل
(۱۴)	" "	مردان	مولوی محمد علی صاحب
(۱۵)	" "	شاہ مسکین	سید ولایت شاہ صاحب
(۱۶)	" "	برہمن درگس کوٹھی	خان صاحب نعمت اللہ صاحب برنچ انسپکٹر

نوٹ ۱:- حلقہ امارت حیدرآباد دکن میں ورنگل - پڑکل - جڑچرلہ چندرا پور - دیودرگ - تیما پور - رائے چور - احمدپور - ظہیر آباد - عثمان آباد ناندیڑ - گلبرگہ - انکور چنتہ کنٹہ اور محبوب نگر شامل ہیں۔

۲:- حلقہ امارت مونگھیر میں مواضعات اورین - لسور جگہ ڈیہا اور خان پور رتکی کے احمدی افراد شامل ہیں۔

۳:- حلقہ امارت شاہ مسکین میں کھٹہ ناظریان - نواں کوٹ - نانوڈوگر نودپور - چاندپور - سلیم پور - انگہ نوالہ اور کوٹ نوبہار کی جماعتیں اور افراد شامل ہیں۔

(ناظر اعلیٰ)

قابل توجہ سکرٹری صاحبان

(۱) ۳۰ اپریل ۳۸ء کو صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ ہر موصی کا بجٹ ۳۸-۱۹۳۷ء جلد سے جلد ارسال فرمایا جائے۔ تاکہ ان کا حساب سالانہ صحیح تیار کیا جا سکے۔ اور ساتھ ہی ۳۹-۱۹۳۸ء کا بجٹ بھی اگر ہو سکے۔ درج کر دیا جائے۔

(۲) یہ ضروری ہے کہ موصیوں کے حساب میں کوئی رقم وصول ہو چکی ہو تو وہ ۳۰ اپریل ۳۸ء تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں پہنچ جانی چاہئیے۔ کیونکہ جو رقم مئی میں وصول ہو گی۔ وہ آئندہ سال کے حساب میں پڑے گی۔ اس سال کے حساب میں وہی رقم شمار ہو سکے گی۔ جو ۳۰ اپریل تک داخل خزانہ ہو گی۔

سکرٹری بہشتی مقبرہ

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ مغربی افریقہ مقیم لیگوس ماہ فروری کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ لیگوس میں ہر ہفتہ کی شام کو مختلف مقامات میں انگریزی میں لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک مقامی احمدی بھائی یوروبا زبان میں ان کا ترجمہ کر دیتا ہے۔ لیکچروں کے بعد سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ یہ سوالات عموماً مذہب کے موٹے موٹے ابتدائی امور کے متعلق ہوتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں کے لوگ اسلام سے گہری واقفیت نہیں رکھتے۔ وہ صرف ان لوگوں کے تیار کردہ قصے کہانیاں پڑھ لیتے ہیں۔ جن کا مقصد لوگوں کو خوش کر کے محض پیسے بٹورنا ہوتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت ابھی تک قرآن کے ترجمہ کو گناہ سمجھتی ہے۔

ہفتہ میں تین بار قرآن کریم۔ حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا جاتا ہے۔ ہر اتوار کو گورنمنٹ جیل کے مسلمان قیدیوں میں لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ اور کنگز کالج کے مسلمان طلبا کو دینیات کے متعلق لیکچر دینے کا سلسلہ جو کچھ عرصہ کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔ اب پھر جاری کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جماعت کی تربیت کے لئے بھی ہر اتوار کی صبح کو لیکچر دیئے جاتے ہیں۔

عید الفطر کے موقع پر ایپ کی جماعت نے مجھے اپنے ہاں بلایا تھا لیکن اس موقع پر میں وہاں نہ جا سکا بلکہ مجھے Ijebu Ode جانا پڑا۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر اس جماعت کے پرزور مطالبہ پر مجھے وہاں جانے کا موقع ملا۔ وہاں عید سے ایک روز قبل پہنچ گیا۔ اور عید کے روز واپس لیگوس آ گیا۔ وہاں دو پبلک لیکچر دیئے گئے۔ ہمارے سکول کے ایک مسلم ٹیچر مسٹر بی۔ بی۔ بلوگن میرے ترجمان تھے

عیدین اس ملک کے مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مسرت و شادمانی کے مواقع ہوتے ہیں۔ لیکن ہزار میں سے شاید ایک بھی انسان ایسا نہ ہوگا۔ جو عید کی حقیقت کو جانتا ہو سب لوگ کرسمس کے سلسلہ میں عیسائیوں کے تعیشات کی تقلید میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک مقامی اخبار "West African Pilot" میں میں نے ایک مضمون شائع کرایا جس میں اس عید کی حقیقت کو واضح کیا گیا

یہاں کے مسلمانوں میں ایک عجیب رسم یہ ہے۔ کہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہر شخص مینڈھا خریدتا ہے لیکن دوسروں کو اس میں سے کچھ بھی تقسیم نہیں کیا جاتا۔ ایک دو دن خوب کھا لیتے ہیں۔ اور جو گوشت بچتا ہے۔ اس کو نمک وغیرہ لگا کر اور سکھا کر آئندہ کے لئے محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

تقرر عہدہ داران

جماعت احمدیہ اٹھوال ضلع گورداسپور کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ داران منظور کئے گئے ہیں۔

محاسب — میاں صدیق صاحب
امین — چوہدری کریم بخش صاحب
محصلین — چوہدری کمال و چوہدری حسین بخش صاحبان

ناظر بیت المال

جنازہ غائب پڑھا جائے

۷ اپریل کو میری ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا مرحومہ بہت زاہدہ تھیں۔ اس جگہ جماعت برائے نام ہے۔ اس لئے غائبانہ جنازہ پڑھا

کراچی میں آریوں سے کامیاب مناظرہ

الحمدللہ گذشتہ سال کی طرح آریہ سماج کراچی کو اس دفعہ بھی احمدیوں کے مقابلہ میں شکست فاش ہوئی۔ کراچی کی آریہ سماج اس وہم میں مبتلا تھی۔ کہ پنڈت رامچندر صاحب دہلوی کے مقابلہ میں اور کوئی جماعت اپنا مناظر پیش نہیں کر سکتی۔ چنانچہ گذشتہ سال بھی انہوں نے ایک چیلنج شائع کر کے تمام جماعتوں یعنی غیر احمدیوں عیسائیوں اور احمدیوں کی طرف بھیجا تھا۔ ہم نے فوراً اسے قبول کر لیا اور حدوث روح و مادہ اور تناسخ پر دو دن ان سے بحث کی گئی مولانا ابوالعطاء اللہ دتا صاحب کی زبردست تقریر سنکر آریہ سماجی منتظمین کا ماتھا ٹھنکا اس لئے انہوں نے اسی جلسہ میں دوسرا مناظرہ ختم ہونے کے بعد کہا کہ اب ہم آئندہ ستمبر میں پھر بحث کریں گے۔ اب کے انتظار کرتے کرتے ستمبر کا مہینہ تو گذر گیا۔ لیکن اپریل میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انہوں نے ہم سے زبانی کہا۔ کہ اس دفعہ پھر ہم سے مناظرہ کریجئے۔ ہماری طرف سے ان کا چیلنج منظور کر لیا گیا۔ چنانچہ مورخہ ۱۷-۱۸ اپریل کو دو زبردست مناظرے ہوئے۔

پہلا مناظرہ "کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے" کے موضوع پر تھا۔ ہمارے مناظر مہاشہ محمد عمر صاحب تھے سنسکرت کے متعلق آپ کی روانی اور پھر زبردست اور ٹھوس دلائل کو دیکھ کر پنڈت رامچندر صاحب نے پہلو بچانے کیلئے بہتیری کوشش کی۔ مگر کچھ پیش نہ گئی۔

مہاشہ صاحب نے ویدوں کے منتروں میں اختلافات ان کی تعداد میں اختلافات۔ اور چار رشیوں پر نازل ہونے کے متعلق زبردست بحث کی۔ اور بتایا کہ جس مذہب کی کتابوں کی حالت یہ ہو کہ بعض ویدوں میں کچھ منتر زیادہ ہوں۔ اور بعضوں میں کم۔ اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کس شخص پر نازل ہوتے تھے۔ وہ کہاں پیدا ہوا تھا۔ اس کی زندگی کے حالات کیا ہیں۔ وہ کس طرح عالمگیر ہو سکتا ہے؟

دوسرا مناظرہ "کیا اسلام عالمگیر مذہب ہے" کے موضوع پر تھا۔ ہماری طرف سے جناب مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مناظر تھے۔ آپ نے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر پچیس دلائل پیش کئے اور پنڈت رامچندر صاحب کے جملہ اعتراضات کے ایسے ٹھوس مدلل اور معقول جواب پیش کئے کہ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں پر بھی ان کا اثر ہوا۔ پنڈت صاحب اپنی پہلی تقریر میں صرف چند فرسودہ اعتراضات کئے۔ مثلاً یہ کہ قرآن کریم سے نماز کے اوقات کا ثبوت پیش کرو"۔ اور قرآن میں "وما یعلم تاویلہ کے بعد بعض نسخوں میں وقف لازم ہے۔ اور بعض میں نہیں" اور "قرآن اپنی موجودہ صورت میں نازل نہیں ہوا"۔ بلکہ حضرت عثمان نے اسے ترتیب دیا ہے جب مولانا ابوالعطاء صاحب نے قرآن کریم کی مختلف آیتوں سے پانچوں نمازوں کے نام بھی بتلا دئے۔ اور وقف لازم کے متعلق فرمایا۔ کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں ہے نیز ان علینا جمعہ وقرآنہ سے ثابت کیا کہ قرآن کریم کا جمع کرنا اور موجودہ صورت میں ترتیب دینا بھی قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ تو پنڈت صاحب مبہوت ہو کر رہ گئے اور مسلمان پبلک بہت خوش ہوئی ہر دو مناظروں میں چونکہ آریہ سماجی مناظر صریح طور پر فاش شکست کھا چکا تھا۔ اس لئے آخری مناظرہ کے آریہ صدر نے اپنی خفت پر پردہ ڈالنے کیلئے کہا کہ کیا آپ ہمارے ساتھ پیشگوئیوں کے موضوع پر مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں؟ جس کے جواب میں مولانا ابوالعطاء صاحب نے کہا ہاں ہم ہر وقت تیار ہیں۔ آج ہی اسی وقت اسی پنڈال میں کر لیجئے۔ اور پنڈت لیکھرام کے متعلق بحث کیلئے بھی تیار رہیے

وصیتیں

۵۰۱۹ منکہ محمد عمر ولد حاجی شیخ داؤد صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت (پنشنر) عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۲ رجنوری ۱۹۰۲ء ساکن محلہ حسینی علم احاطہ موسیٰ قادری مکان ۵۳۸ ڈاکخانہ حیدر آباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۳/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ امانت تحریک جائداد میں میرے ۱۰۰ روپے جمع ہیں۔ میرا گذارہ میری پنشن پر ہے۔ جو ماہوار ۹/۵ ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ اپنا حصہ آمد ۱/۱۰ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ امانت تحریک جائیداد میں جو رقم اب تک جمع ہے۔ یا آئندہ جمع ہو۔ نیز اس کے علاوہ اگر آئندہ کوئی جائداد پیدا ہو۔ تو ان تماموں کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنی زندگی ہی میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی رقم ادا کر دوں (انشاء اللہ) ایسی صورت میں ادا کردہ رقم مجموعی رقم میں سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ محمد عمر بقلم خود
گواہ شد:۔ سید بشارت احمد امیر جماعت احمدیہ
گواہ شد:۔ محمد اعظم ۵۵۱ مچھلی کمان حیدر آباد دکن

۴۹۱۷ منکہ محمد فاضل ولد امام دین قوم مغل جرال پیشہ ملازمت عمر قریباً ۲۵ برس پیدائشی احمدی ساکن شہر جہلم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۳/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ بیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ محمد فاضل معرفت سنگر سیونگ مشین کمپنی کوئٹہ بلوچستان
گواہ شد:۔ مختار احمد ایاز امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ
گواہ شد:۔ محمد اسحٰق عابد سیکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ
گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل سنگر سیونگ مشین کمپنی کوئٹہ

۴۹۰۵ منکہ امۃ الرحمٰن زوجہ مولوی علی قاسم انصر قوم راجپوت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۳/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرا مہر جو ابھی تک وصول نہیں ہوا مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں جس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) میرے پاس اس وقت اندازاً دو سو پندرہ ۲۱۵ روپیہ کے زیورات ہیں ہار ۱۱۰ روپے کا دو عدد کلپ جن کی قیمت تیس روپے کے قریب ہے۔ انگوٹھیاں دو عدد قیمتاً پندرہ روپے کانوں کے بندے دو جوڑے جن کی قیمت تخمیناً ساٹھ روپیہ ہے۔

ان تمام زیورات کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی مالک ہوگی۔

(۳) میری وفات کے بعد جو جائیداد ثابت ہوگی ان تمام کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں صدر انجمن میری وفات کے بعد ان تمام وصیت کردہ جائداد کی مالک ہوگی

(۴) اس وقت میرا کوئی مستقل جیب خرچ یا اور کوئی آمدنی نہیں۔ ایسی آمدنی کی صورت میں

۱۰۹

انشاء اللہ اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں جس کو انشاء اللہ میں ادا کرتی رہونگی۔

الامۃ:۔ امۃ الرحمٰن بقلم خود۔ گواہ شد:۔ علی قاسم انصر خاوند موصیہ گواہ شد:۔ عبد المغنی

نمبر ۴۹۹۹:۔ منکہ میر بشیر احمد ولد میر فیروز الدین صاحب قوم کشمیری پیشہ ٹیلر ماسٹر عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن لاہور شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۱۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے صرف مزدوری پر گذارہ ہے درزی کا کام کرتا ہوں۔ جس کی ماہوار آمد مبلغ عــہ روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا جب تک زندہ ہوں۔ اور اگر میرے مرنے کے بعد کوئی میری جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن مالک ہوگی۔

العبد:۔ میر بشیر احمد بقلم خود

گواہ شد:۔ نصیر الدین بقلم خود برادر موصی

گواہ شد:۔ محبوب عالم پریذیڈنٹ حلقہ نیلہ گنبد انارکلی لاہور۔

نمبر ۵۰۳۰:۔ منکہ نظیر بیگم بنت فضل الٰہی سکرٹری تبلیغ قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۴۲ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۲ء ساکن سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۳/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں اس وقت ۔/۱۵۱ روپے کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت خدا کے فضل سے اور کامل صحت کے ساتھ کرتی ہوں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

میں اس وقت احمدیہ مڈل گرلز سکول میں معلمہ کا کام کر رہی ہوں۔ اور میری ماہوار آمدنی مبلغ ۔/۴۲ روپے ہے ان میں سے ۔/۳۰ روپے بطور کمیٹی احمدیہ مڈل گرلز سکول میں ہر ماہ ادا کرتی ہوں۔ جن کی تین اقساط ادا کر چکی ہوں۔ نیز اس کے علاوہ کمیٹی دارالشکر قادیان میں بطور کمیٹی ۔/۲۱۰ روپے ادا کئے ہوئے ہیں۔ اور پراویڈنٹ فنڈ کی رقوم جو کہ ۔/۱۲۵ روپے بذمہ سکول ہے۔ اور ایک جوڑی کانٹے طلائی۔ جن کی قیمت ۔/۲۰ روپے ہے نیز ان کے علاوہ کوئی منقولہ جائداد ہے اور نہ غیر منقولہ۔ ہاں اس بات کا اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر میرے مرنے کے بعد اس سے زیادہ جائداد ثابت ہو خواہ وہ نقدی کی صورت میں ہو۔ یا زیور کی صورت میں یا جائداد کی صورت میں ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اور اس بات کا اقرار کرتی ہوں۔ کہ انشاء اللہ سکول ہذا سے کمیٹی ملنے پر اپنی جمع شدہ رقم کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دوں گی۔ اور کمیٹی ختم ہونے پر اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کیا کروں گی۔ کمیٹی کی میعاد اکتوبر ۱۹۳۶ء ہے۔ اگر اس سے پہلے میری موت واقع ہو جائے۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق حاصل ہوگا کہ وہ میرے لواحقین سے ۱/۱۰ حصہ میری رقوم کا وصول کرے۔

العبد:۔ نظیر بیگم معلمہ گرلز سکول احمدیہ سیالکوٹ

گواہ شد:۔ فضل الٰہی سکرٹری تبلیغ

گواہ شد:۔ سیدہ نعمت معلمہ احمدیہ گرلز سکول

گواہ شد:۔ سیدہ عصمت ہیڈ مسٹریس احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ۔

نمبر ۵۰۲۲:۔ منکہ سید سلیم شاہ ولد سید نظام شاہ صاحب مرحوم قوم سید پیشہ کلرک عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد آباد اسٹیٹ ڈاک خانہ بنی سررود ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۳/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائداد اس وقت صرف ایک مکان جو محلہ دارالرحمت قادیان میں واقع ہے۔ اس کی مالیت قریباً دو ہزار روپے ہے۔ اس مکان کی تعمیر پر ۔/۱۶۰۰ روپیہ میرا اور ۔/۴۰۰ روپیہ میری اہلیہ کا صرف ہوا تھا۔ لہذا میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد متروکہ ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو للعہ روپے ماہوار مجھے تنخواہ ملتی ہے جس میں سے میں انشاء اللہ ۱/۱۰ حصہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔

العبد:۔ سید سلیم شاہ احمدی عفی عنہ

گواہ شد:۔ سید علی اصغر شاہ احمد آباد اسٹیٹ گواہ شد:۔ محمد سرور خان بقلم خود احمد آباد اسٹیٹ۔

نمبر ۵۰۱۵:۔ منکہ سیدہ بیگم بنت میر محمد اسحٰق صاحب قوم سید عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ ۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائداد پانصد روپیہ کی ہے۔ یہ جائداد زمین کی صورت میں ہے جو مجھے میری والدہ صاحبہ نے اپنی ملکیت میں سے ہبہ کی ہے۔ یہ زمین موضع سبراؤں تحصیل سہسرام ضلع آرہ صوبہ بہار میں ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات کے بعد میری اس زمین اور جو بھی بوقت وفات میری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی اور جائداد کے علاوہ جو میری آمد ہوگی اس کے دسویں حصہ کی بھی ادائیگی کا میں اقرار کرتی ہوں۔

العبد:۔ سیدہ بیگم

گواہ شد:۔ ام داؤد والدہ موصیہ

گواہ شد:۔ سید محمد اسحٰق والد موصیہ

نمبر ۵۰۲۰:۔ منکہ میاں اللہ بخش ولد مہتاب الدین صاحب قوم کھوکھر پیشہ دکانداری تجارت عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن اٹھوال ڈاکخانہ بھڈال ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت غیر منقولہ جائداد قیمت مکان خام ۔/۸۰ روپے ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۔/۱۱ روپے صدر انجمن احمدیہ کو ادا کر دوں گا۔

(۲) میری سالانہ آمد اندازاً ۔/۱۰۰ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ جس کا ۔/۱۰ سالانہ ادا کرتا رہونگا۔ جس قدر آمد سالانہ یا میری جائداد بڑھتی جائے گی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرونگا۔ اور میرے مرنے پر اگر میری جائداد علاوہ اس کے کوئی اور ثابت ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی اور میرے ورثاء پر اس کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ بشرطیکہ میں اس کی قیمت زندگی میں ادا نہ کر سکوں۔

العبد:۔ اللہ بخش امام مسجد جماعت احمدیہ اٹھوال۔

گواہ شد:۔ سلطان بخش امیر جماعت احمدیہ

گواہ شد:۔ مرزا مبارک بیگ بقلم خود

گواہ شد:۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال

نمبر ۵۰۱۳:۔ منکہ رمضان بی بی بیوہ چوہدری جمال الدین صاحب قوم ارائیں عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹ اپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت سوائے میرے حق مہر مبلغ پانصد روپیہ کے اور کوئی جائداد نہیں۔ یہ رقم چوہدری عبدالواحد ولد چوہدری وزیر الدین قوم ارائیں ساکن قادیان سے میں نے بذریعہ ناظر صاحب امور عامہ قادیان وصول کرنی ہے۔ مطلوبہ رقم کے وصول ہونے پر میں اپنی وصیت کردہ جائداد کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ پچاس روپے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں یہ رقم ادا نہ کر سکوں تو انجمن مذکور کو حق ہوگا۔ کہ وہ میری اس جائداد سے حصہ وصیت وصول کر سکتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اس روپیہ کی وصولی کا انتظام خود نظارت امور عامہ کرے گی۔ اگر مجھ کو سالم روپیہ وصول کر دے تو وہ اس میں سے

۵۰۱۰ براہ راست میرے حساب میں داخل خزانہ کرا کر مجھے رسید دیدے۔ اسمیں میرا کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

الامتہ۔ رمضان بی بی نشان انگوٹھا۔

گواہ شد۔ مبارک احمد انور [illegible] الرحمت

گواہ شد۔ ظفر محمد مولوی فاضل بقلم خود۔

نمبر ۵۰۰۴ منکہ فضل داد ولد قطب الدین قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر تقریباً ۶۵ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۸۹۵ء ساکن کھیوہ چک $\frac{146}{R.B}$ ڈاک خانہ عنایت پور جھبہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{3}{28}$-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد چک ۱۴۶ رکھ برانچ میں ۱½ مربعہ اراضی نہری یعنی ۲۳۵ کنال بروئے کاغذات مال ہے۔ مال مویشی اور خام مکان بائشی واقعہ چک مذکور کی اندازاً قیمت ۵۰۰۱۰ روپیہ ہے یہ جائیداد میری خود پیدا کردہ ہے۔ نیز امیرانی تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ میں تقریباً بعہ ۹ کنال اراضی چاہی نہری ہے۔ جو میری جدی ملکیت ہے۔ علاوہ اس کے امیرانی مذکور میں کچھ اراضی رہن کی ہوئی ہے۔ جس کا مجھے اس قدر صحیح علم نہیں ہے۔ کہ زر رہن کسقدر ہے۔ میں نے جائیداد مندرجہ بالا کے ¼ حصہ اراضی یعنی ۲۳۵ کنال واقع ضلع لائلپور و لغہ ۹ کنال اراضی واقعہ ضلع شیخوپورہ کے عوض اپنی جائیداد پیدا کردہ چک ۱۴۶ رکھ برانچ ضلع لائلپور مربعہ ۱۴۶ میں نمبران خسرہ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ رقبہ ۴۴ کنال ایک مرلہ بحق صدر انجمن احمدیہ ہبہ کر کے ہبہ نامہ روبروئے سب رجسٹرار لائل پور تصدیق کروا دیا ہے

اسی طرح کاغذات مال میں رقبہ مندرجہ بالا داخل خارج کر دینے کی غرض سے روبروئے تحصیلدار صاحب علاقہ اپنا بیان دیدیا ہے۔ میری خود پیدا کردہ جائیداد واقع امیرانی ضلع شیخوپورہ جو بصورت رہن میرے پاس ہے۔ میں کوشش کرونگا [illegible] احمدیہ صدر انجمن احمدیہ کے حق میں ہبہ کر جاؤں۔ لیکن اگر یہ کام میں اپنی زندگی میں نہ کر سکوں۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ اس جائیداد کے ¼ حصہ اور نیز اس جائیداد کے بھی ¼ حصہ کی مالک و قابض ہوگی۔ جو جائیداد مندرجہ وصیت کے علاوہ بوقت وفات مزید ثابت ہو۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی آمد نہیں۔ اس سے قبل جو میں نے وصیت ۱۹۲۵ء میں کی تھی۔ اس کو منسوخ کرتا ہوں۔ نوٹ جو اراضی میں نے ایک کنال ۶ مرلہ زیادہ دی ہے۔ اسکو حصہ وصیت مال مویشی اور خام مکان کی قیمت میں مجرا کر لیا جاوے

العبد۔ فضل داد سکنہ چک ۱۴۶ لائل پور

گواہ شد۔ ڈاکٹر نور احمد لیسر موصی

گواہ شد علی اکبر بقلم خود چک ۲۱۰ ضلع لائلپور

نمبر ۹۰۰۶ منکہ علی قاسم الفر ولد خان بہادر چودھری ابو الہاشم خان صاحب قوم پٹھان پیشہ نوکری عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری اس وقت غیر مستقل نوکری ہے مبلغ ساٹھ روپے میری تنخواہ ہے۔ میں اپنی تنخواہ کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں جس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں انشاء اللہ ہمراہ اپنی وصیت کردہ رقم صدر انجمن احمدیہ کو بھیجتا رہوں گا۔ (مستقل ہونے اور غیر مستقل ہونے ہر صورت میں میری یہ وصیت ہوگی۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت میری نوکری جاتی رہے۔ تو میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اطلاع دیدونگا تا صدر انجمن احمدیہ مجھے معذور سمجھے) تنخواہ کی ترقی کے مطابق اور آمد نی کے مطابق میں انشاء اللہ دسواں حصہ تنخواہ و آمدنی کا صدر انجمن احمدیہ [illegible] کرتا رہونگا

(۲) اسوقت میری موجودہ والدہ کیطرف سے جو حصہ ترکہ میں ملا ہے۔ وہ مبلغ ۴۰۰/- روپے ہے۔ جو میرے والد ماجد کی حفاظت میں ہے۔ میں اس کے دسویں حصے کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ جو مبلغ چالیس روپے بنتا ہے۔ جو میں انشاء اللہ والد صاحب کے عطا کرنے پر صدر انجمن احمدیہ کو ادا کر دونگا میری وفات کے بعد جو رقم یا جائیداد ثابت ہو صدر انجمن احمدیہ کو اسکے دسویں حصہ کے وصول کرنے کا کامل اختیار ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع الدعاء۔ العبد علی قاسم الفر بقلم خود۔ گواہ شد سید اعجاز احمد مولوی فاضل

گواہ شد۔ عبد المغنی ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

نمبر ۵۰۳۲ منکہ فضل الدین عرف عبد اللہ ولد محمد بخش قوم حجام پیشہ باورچی عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

دو عدد دوکان بمعہ زمین قیمتی۔ ۱۵۰۰ روپیہ کی ہے جو نمبر ۱۳۳ ریتی چھلہ میں ہے۔ اس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری موت کے بعد اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کی بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اپنا مکان رہائشی اپنے لڑکوں کو اس سے پہلے تقسیم کر دیا ہوا ہے۔

العبد۔ فضل الدین عرف عبد اللہ بقلم خود

گواہ شد۔ [illegible] امور عامہ قادیان

گواہ شد۔ عبد الرحمن (مہر سنگھ)

115

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۲۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے حکومت ہند نے اس اصل کو تسلیم کر لیا ہے کہ آئندہ کسی افسر کو اس صوبہ کا گورنر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ جہاں وہ آئی۔ سی۔ ایس افسر کی حیثیت سے کام کر چکا ہو یا کرتا ہو۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ اڑیسہ کے موجودہ گورنر مسٹر ڈین انگلستان سے واپس نہیں آئینگے۔ اور کسی دوسرے شخص کو اڑیسہ کا عارضی گورنر مقرر کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۲۳ اپریل۔ کل چہلم کے موقع پر نئی دہلی میں شیعوں اور پولیس میں تصادم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ سٹی مجسٹریٹ اور دو کانسٹیبل زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ دو درجن کے قریب اشخاص مجروح ہوئے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل جلوس کی یہ خواہش تھی۔ کہ پولیس جلوس کی گزرگاہ سے ہٹ کر دور دویہ کھڑی ہو جائے۔ لیکن پولیس نے انکار کر دیا۔ اس پر اہل جلوس بیٹھ گئے۔ اور پولیس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے مجمع کو خلاف قانون قرار دے کر اسے لاٹھی چارج کے ذریعہ منتشر کر دیا گیا۔

لکھنؤ ۲۳ اپریل۔ لکھنؤ میں بھی چہلم کے موقع پر شیعہ وسنی فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ۹۔ اشخاص ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر نے پندرہ دن کے لئے کرفیو آرڈر جاری کر دیا ہے۔ جس کی رو سے ۷½ بجے شام سے ½۵ بجے صبح تک باہر نکلنا ممنوع ہے۔ مختلف اضلاع سے پولیس منگائی گئی ہے۔ خطرناک مقامات پر مسلح پولیس اور مجسٹریٹ مقرر کر دیئے گئے ہیں مشتبہ لوگوں کی گرفتاری بسرعت جاری ہے۔

بمبئی ۲۳ اپریل۔ بمبئی کے فسادات کے از سر نو شروع ہو جانے سے پھر صورت حالات نگدر ہو گئی ہے کل کے فسادات میں ایک آدمی ہلاک اور ۷ مجروح ہوئے۔ لوگوں پر دہشت طاری ہے۔ گذشتہ رات ۴۹ مزید اشخاص کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ فسادات کے آغاز سے لے کر اس وقت تک گرفتار شدگان کی تعداد ۱۰۵۵ تک پہنچ گئی ہے۔ مخدوش علاقوں میں پولیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے فساد کے آغاز سے اس وقت تک ۱۱۔ اشخاص ہلاک اور ۲۶۹ مجروح ہو چکے ہیں۔ آخری اطلاع ہے کہ آج بمبئی میں امن رہا۔

لاہور ۲۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ احرار کے خفیہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ موجودہ سول نافرمانی کی تحریک کو بند کر دیا جائے۔ لیکن ابھی تک اس فیصلہ کا باقاعدہ طور پر اعلان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ابھی احراریوں کا ایک وفد مولوی مظہر علی سے جو شاہ پور جیل میں چھ ماہ کی سزا بھگت رہے ہیں اس بارے میں ملاقات کرے گا۔

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ کل مسٹر جناح سے کلکتہ کے اینگلو انڈین لوگوں کے ایک وفد نے ملاقات کی۔ اور مسلمانوں سے تعاون کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مسٹر جناح نے کہا۔ کہ اگر اینگلو انڈین اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت چاہتے ہیں۔ تو اب وقت آ گیا ہے۔ کہ وہ مسلم لیگ کی امداد کریں۔

بمبئی ۲۳ اپریل۔ بمبئی میں جعلی سکوں کی ایک ٹکسال کا انکشاف ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس نے دو ہندوؤں کو گرفتار کیا ہے۔ جن سے تلاشی لینے پر بہت سے جعلی سکے اور جعلی سکوں کا سامان دستیاب ہوا۔

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ کانگرس میونسپل ایسوسی ایشن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کلکتہ کارپوریشن کے میئر کے انتخاب کے لئے کسی مسلمان رکن کو بطور امیدوار کھڑا کیا جائے۔ اس امیدوار کا انتخاب مولانا ابوالکلام آزاد کریں گے۔

ناگپور ۲۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے جیلوں کے نظم ونسق میں اصلاحات کے نفاذ کی خوشی میں سی پی کی وزارت نے تمام قیدیوں کو قید میں دو دو ماہ تخفیف کی رعایت دی ہے۔ اس حکم کے مطابق سی پی کے مختلف جیلوں سے ۳۵۴ قیدی رہا کئے گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ آسام سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ وہاں طوفان باد سے املاک کو سخت نقصان پہنچا بہت سے مکانات تباہ ہو گئے۔ بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ ہزاروں آدمی بے خانماں ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپے کے قریب بیان کیا جاتا ہے۔

برلن ۲۳ اپریل۔ ایک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ حکومت جرمنی نے ہیپسبرگ خاندان کی بیس لاکھ پونڈ کی جائداد ضبط کر لی۔ کیونکہ آرچ ڈیوک آٹو نے ایک فرانسیسی اخبار کے نمائندے کو آسٹریا کے معاملہ میں ایک غدارانہ بیان برائے اشاعت دیا تھا۔

سری نگر ۲۳ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت کشمیر نے ذیلداروں اور نمبرداروں کو مطلع کیا ہے کہ وہ کشمیر اسمبلی کے انتخابات میں بطور امیدوار کھڑے ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کامیاب ہونے کے بعد وہ اسمبلی میں حکومت کا ساتھ دیں۔

مدراس ۲۳ اپریل۔ مدراس اسمبلی میں ایک نئی سیاسی پارٹی بنائی گئی ہے۔ اس پارٹی کے منتظمین کا بیان ہے۔ کہ انہیں کانگرس پارٹی کے ہاتھوں اپنے مذہبی اداروں کی تباہی کا اندیشہ ہے۔ لہذا انہوں نے ان لوگوں سے جو اپنے مذہبی اداروں اور روایات کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ التماس کی ہے۔ وہ باہمی اختلافات کو مٹا کر اس پارٹی میں شامل ہو جائیں۔

پشاور ۲۳ اپریل۔ پشاور ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں ایک شخص نے تحریک التوا پیش کی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ صوبہ سرحد کے کانگرسی وزیروں نے وائسرائے کے خیر مقدم میں جو حصہ لیا ہے۔ اس پر بحث کی جائے۔ محرک نے بیان کیا۔ کہ وزراء کا یہ اقدام کانگرس کی روایات کے سراسر خلاف ہے صدر اجلاس نے محرک کو یقین دلایا کہ کانگرسی ارباب اختیار سرحد کے وزیروں کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔ اور محرک سے درخواست کی۔ کہ وہ اپنی تحریک واپس لے لے۔ مگر محرک نے تحریک واپس لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر صدر نے تحریک کو بے ضابطہ قرار دیکر مسترد کر دیا۔

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ مسلم لیگ کے حال کے اجلاس کے سلسلہ میں مسٹر جناح نے "سٹیٹسمین" کے نامہ نگار سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اس اجلاس نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانان بنگال مسلم لیگ کے جملہ اغراض ومقاصد کی کامل حمایت کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلم عوام بیدار ہو چکے ہیں۔ اور ان کے اذہان ترقی کرنے لگے ہیں اس کا ثبوت شہید گنج کی قرارداد سے ملتا ہے۔ اپنے حد سے بڑھے ہوئے مذہبی احساسات کے باوجود ایک ذمہ دار جماعت ایک متفقہ فیصلہ پر پہنچی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے لیڈروں پر اعتماد ہے

لاہور ۲۳ اپریل۔ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی افسوسناک وفات کا تمام ملک کے طول وعرض میں ماتم کیا گیا ہے۔ جن اکابر ملک نے اس موقع پر علامہ موصوف کی بلند پایہ قابلیتوں کو خراج تحسین ادا کیا ہے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ مسٹر جناح۔ مسٹر سبھاش چندر بوس۔ ڈاکٹر راجندر ناتھ ٹیگور۔ چوہدری سر شہاب الدین۔ مسز نیڈو۔ سر جیمز ایڈیس۔ قائم قائم چیف جسٹس۔ مسٹر جسٹس ٹیک چند۔ سر ناظم الدین۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی